آئینے

عمرو عیار، ریت کے ایک ٹیلے پر بے دم بیٹھا ہوا تھا۔ عمرو کی نظر، دور ویرانہ کی طرف لگی ہوئی تھی۔ گہری سوچ میں کم ہی ڈوبتا تھا۔ کیونکہ اس کے پاس تقریباً ہر مسئلہ کا حل تھا۔ مگر اب وہ بے بس سا نظر آتا تھا۔ سورج ڈوب رہا تھا مگر عمرو، رات اپنے خیمے سے باہر ہی گزارنا چاہتا تھا۔ اصل مسئلہ یہ تھا کہ جنوں کے ایک گروہ نے پورے علاقہ پر قبضہ کر لیا تھا۔ جنات کا یہ جتھہ ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں پر مشتمل تھا اور ان کی طاقت کافی زیادہ تھی۔ وہ ایک لشکر کی طرح متحد رہتے تھے۔ ان کا سردار، ایک ایسا ظالم جن تھا جسے قتل عام کرنے سے راحت ملتی تھی۔ سردار کی صرف ایک آنکھ تھی جو ماتھے کے درمیان میں واقع تھی۔ اس کے سر پر سینگ تھے، جن سے وہ آگ نکالتا تھا۔ کوشش کرتا تھا کہ اپنے مخالفین کو زندہ جلا ڈالے۔ سردار نے اپنے لشکر کو نیزے، تیر کمان، آگ برسانے والی توپیں اور دیگر آتشیں اسلحہ سے خوب لیس کر رکھا تھا۔ وہ سارا دن دیگر جنات کو صرف ایک نکتہ ذہن نشین کرواتا تھا۔ کہ جسے بھی تم دشمن گردانتے ہو، اس سے کبھی سچ نہ بولو۔ اس سے جو بھی معاہدہ کرو، اس کی ہمیشہ وعدہ خلافی کرو اور موقع پاتے ہی اسے مار ڈالو۔ اس کے بیوی بچوں کو غلام بنا کر رکھو یا انہیں سرِ بازار فروخت کر دو۔ یعنی تمام کاروبار زندگی و حرب، جھوٹ کی بنیاد پر استوار کرو۔ طابع جنات، بالکل یہی کرتے تھے۔ جس مکاری سے انہوں نے ملکِ پارس پر قبضہ کر لیا تھا، اسے بالکل دھوکے سے چلا رہے تھے۔ بلکہ یوں کہئے کہ ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت، جنگ کے بغیر اس پورے ملک پر قابض ہو چکے تھے۔ جنوں کے سردار نے، جس وقت ملک پر حملہ کیا، اسی وقت امیر حمزہ، عادی پہلوان اور لندھور، ایک آفت زدہ علاقہ میں، زلزلہ کا مقابلہ کر رہے تھے۔ ملک پارس کے ساتھ جو وسیع و عریض خطہ تھا، اس کا بادشاہ بیمار تھا۔ جب زلزلہ آیا اور پہاڑ آگ اگلنے لگے تو بادشاہ نے امیر حمزہ اور ان کے ساتھیوں سے التجا کی کہ وہ آئیں اور اپنی خداداد طاقت کو، لوگوں کی فلاح اور حفاظت کے لئے استعمال کریں۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا۔ امیر حمزہ، جب اپنے ساتھیوں سمیت اس برباد شدہ علاقے میں پہنچے تو وہاں قیامت کا سماں تھا۔ لاوا ٹھنڈا تو ہو چکا تھا مگر لوگ بہت زیادہ گھبرائے ہوئے تھے۔ امیر حمزہ نے لوگوں کو دوبارہ آباد کرنے کے لئے بہت محنت کی۔ عادی پہلوان نے بڑے بڑے درخت کندھوں پر اٹھائے اور انہیں کاٹ کر لکڑی کے چھوٹے چھوٹے گھر بنا ڈالے۔ لندھور اور اس کے ساتھیوں نے آتش فشاں پہاڑ کو اپنی بے پناہ طاقت سے پانی ڈال ڈال کر ٹھنڈا کر ڈالا۔ جیسے ہی جنات کے سردار کو معلوم ہوا کہ امیر حمزہ اپنے ملک میں موجود نہیں ہیں، تو فوراً چڑھ دوڑا اور علاقے پر قبضہ کر لیا۔ اس کے ظلم کے سامنے رعایا بے بس تھی۔ جو ذرا سا بھی سر اٹھاتا، اسی وقت ایک آنکھ والا جن اس کی تکہ بوٹی کر ڈالتا۔

عمرو عیار کو جیسے ہی اس معاملہ کی خبر ملی، اس نے فوراً امیر حمزہ کو اطلاع دینے کی کوشش کی۔ مگر مسئلہ یہ ہوا کہ امیر حمزہ، اکیلے ہی اپنے ملک کی طرف روانہ تھے۔ جنات نے انہیں اکیلے پا کر گرفتار کر لیا۔ جنات نے انہیں ایک ایسی جیل میں بند کر دیا جو پتھروں کی بنی ہوئی تھی اور سفلی قسم کے جنات اس حصار کی حفاظت کر رہے تھے۔ چڑیلوں کا ایک گروہ بھی جیل کے اردگرد، درختوں سے الٹا لٹکا ہوتا تھا تاکہ دور دور تک ہر چیز پر نظر رکھے۔ جب عمرو عیار کو یہ سب کچھ معلوم پڑا تو وہ فوراً لندھور اور عادی پہلوان کے پاس چلا گیا۔ مشورہ ہوا کہ امیر حمزہ کو ہر قیمت پر آزاد کروانا چاہئے۔ مگر کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ یہ مشکل کام کیسے سرانجام دیا جائے۔ بلکہ لندھور اور عادی نے کہا کہ عمرو ذہین بلکہ فطین ہے۔ لہٰذا وہ کوئی منصوبہ بنائے۔ اس پر عمل سارے کریں گے۔ مگر قیامت یہ تھی کہ جنات کے بہیمانہ ظلم کی بدولت ملکِ پارس کے عام لوگ بہت زیادہ ڈر چکے تھے۔ کوئی بھی کھل کر امیر حمزہ کی آزادی کی خاطر آگے آنے کے لئے تیار نہیں تھا۔ سارا بوجھ عمرو کے کندھوں پر آن پڑا تھا اور اس ذہنی بوجھ کی بدولت، عمرو ٹیلے پر بیٹھا اکیلا سوچ بچار کر رہا تھا۔

عمرو نے فیصلہ کیا کہ وہ کوئی اور روپ دھار کر جیل کی صورت حال معلوم کرتا ہے۔ چنانچہ ایک عقاب کی شکل اختیار کر گیا۔ جب پتھروں والی جیل کے نزدیک پہنچا تو چڑیلوں نے شور مچانا شروع کر دیا کہ یہ عقاب نہیں بلکہ یہ کوئی انسان ہے۔ دراصل چڑیلیں انسان کی بو دور سے سونگھ لیتی تھیں۔ چڑیلوں نے فضا میں عقاب کا پیچھا کیا۔ مگر اسے پکڑ نہ سکیں۔ شور سن کر پہرے دار جنات بھی پرندے پر آگ برسانے لگے مگر عمرو نے حد درجہ تیزی سے زمین کے نزدیک اڑنا شروع کر دیا اور بڑی مشکل سے اپنی جان بچائی۔ مگر اس کوشش سے یہ ضرور معلوم ہو گیا کہ امیر حمزہ جس جگہ مقید ہیں، وہاں کسی طرح کا منفی حصار قائم کیا گیا ہے۔ اب تمام اکابرین نے باہمی مشورہ کرنا شروع کیا۔ لندھور نے کہا کہ ہمیں کسی نیک جن سے مشورہ کرنا چاہئے مگر ڈھونڈنے کے باوجود کوئی ایسا جن نہ مل سکا جو کہ اپنے سپہ سالار یعنی ایک آنکھ والے جن کے خلاف مشورہ دے۔ عمرو کا دماغ جواب دے چکا تھا۔ اچانک اس نے محفل سے اجازت لی اور پرستان کی طرف روانہ ہو گیا۔ پریوں کی ملکہ بہت ذہین خاتون تھی۔ عمرو نے جب ملکہ سے یہ سوال کیا کہ جنات کے اتنے مضبوط لشکر کو کیسے شکست دی جا سکتی ہے اور چڑیلوں کو کیسے مسخر کیا جا سکتا ہے۔ تو ملکہ عمرو کے ہمراہ اپنی والدہ کے پاس چلی گئی جس کی عمر سات سو برس تھی۔ اور وہ ہر وقت یادِ الٰہی میں مصروف رہتی تھی۔ ملکہ نے جب سارا ماجرا بتایا اور مشورہ مانگا تو والدہ بھی سوچ میں پڑ گئی۔ یکدم اس کے ذہن میں خیال آیا کہ اس کے خاوند جب پرستان کے بادشاہ تھے اور سفلی جنات نے ان کے ملک پر حملہ کیا تھا، اس وقت پرستان کے لشکر نے انہیں شکست دی تھی۔ والدہ نے کہا کہ جنات کو شکست دی جا سکتی ہے۔ اس کا طریقہ صرف یہ ہے کہ عمرو عیار کا لشکر ہاتھوں میں بڑے بڑے آئینے پکڑ لے۔ تلواریں اور دوسرا اسلحہ جنات کو ختم نہیں کر سکتا۔ ترکیب صرف یہ ہے کہ لشکر، ان شیشوں میں جنات کو اپنا اصل چہرہ دکھا دیں۔ تمام جنات اپنا کریہہ چہرہ دیکھ کر فرار ہو جائیں گے۔ چڑیلیں اپنا عکس، جب آئینہ میں دیکھیں گی تو انہیں آگ لگ جائے گی کیونکہ وہ اپنے آپ کو بہت حسین سمجھتی ہیں۔ عمرو یہ منصوبہ سن کر واہ واہ کرنے لگا۔

واپس اپنے گروہ میں آیا اور شیشہ سازی کا کام شروع کر دیا۔ بس چالیس دنوں میں امیر حمزہ کے لشکر نے لاتعداد آئینے بنا لئے۔ عادی پہلوان نے تو حد کر دی۔ اس نے حد درجہ بلند قامت شیشے ترتیب دیئے۔ یہی حالت لندھور کی تھی۔ ان دونوں کے شیشے اس قدر وزنی تھے کہ انہیں دو سو کے قریب افراد مل کر اٹھا سکتے تھے۔ بہر حال جب مکمل تیاری ہو گئی تو عمرو عیار اور تمام ساتھی ملکِ پارس کی جانب روانہ ہو گئے۔ ان کے ہاتھ میں ہتھیاروں کی جگہ بڑے بڑے شیشے تھے۔ جب جنات کا لشکر سامنے آیا اور اپنے بھالے اور ہتھیار نکالے تو لندھور اور عادی پہلوان نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ فوراً آئینے جنات کے سامنے کر دو۔ ایسے ہی کیا گیا۔ جب جنات نے اپنا وجود آئینوں میں دیکھا، انہیں اپنی بدصورتی کا احساس ہوا تو تمام لشکر چنگھاڑے مارتا ہوا میدان سے بھاگ نکلا۔ اب امیر حمزہ کے تمام ساتھی پتھروں کی جیل کی طرف روانہ ہوئے۔ چڑیلوں نے انہیں دیکھ کر شور مچانا شروع کر دیا مگر جب آئینے سامنے رکھے گئے تو ان کے حواس جواب دے گئے اور وہ دن کی روشنی میں جلنے لگ گئیں۔ تھوڑی ہی دیر میں ان کی خاک میدان میں پڑی ہوئی تھی مگر ایک جن بچ نکلا اور وہ جنوں کا سردار تھا۔ اس کی طاقت بے مثال تھی اور وہ شیشوں میں اپنی شکل دیکھ کر گھبراتا بھی نہیں تھا۔ اب وہ واحد طاقت تھی جو امیر حمزہ کو قید خانہ میں رکھ سکتی تھی مگر اسے جیل پہنچنے میں تاخیر ہو گئی۔ لندھور پہلوان نے ٹکر مار کر پتھروں کی جیل کو توڑ ڈالا۔ عادی نے جیل کے دروازے کو تنکے کی طرح اٹھا لیا۔ امیر حمزہ کو آزاد کروا لیا گیا۔ جنگ ابھی ختم نہیں ہوئی تھی۔ جنوں کا سردار، ہیبت ناک آوازیں نکالتا ہوا امیر حمزہ پر پل پڑا۔ امیر حمزہ کو عمرو عیار نے ایک مخصوص تند و تیز تلوار دے دی تھی۔ امیر حمزہ برق رفتاری سے سردار کے سر پر پہنچے اور اس کی آنکھ میں تلوار پیوست کر دی۔ سردار اندھا ہو گیا۔ امیر حمزہ نے سب کے سامنے قاضی کو طلب کیا۔ قاضی کے سامنے امیر حمزہ نے سردار کے تمام مظالم بیان کئے۔ عدالت نے بے خوف ہو کر حکم دیا کہ اس جن کو پھانسی دے دی جائے۔ جلاد نے اسی وقت جنوں کے سردار کو تختہ دار پر لٹکا دیا۔ امیر حمزہ کو اپنی سلطنت واپس مل گئی اور ان کی سلطنت میں لوگوں کی خوشحالی کا دورہ دوبارہ شروع ہو گیا۔ (اس فرضی کہانی کا ہمارے ملک کے حالات سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں ہے)